احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

منگل 23 راگست 2005ء

روزنامہ
الفضل
فون نمبر 047-6213029
C.PL29-FD
www.alfazal.com
E.mail:editoralfazl@hotmail.com
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

انسان کی امیدیں اور موت

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے زمین پر کچھ لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ انسان کی امیدیں ہیں اور یہ انسان کی اجل یعنی موت ہے۔ انسان ابھی امیدوں میں مشغول ہوتا ہے کہ یہ لکیر یعنی موت انسان کو آلیتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب فی الامل وطولہ حدیث نمبر5938)

منگل 23 اگست 2005ء 17 رجب 1426 ہجری 23 ظہور 1384 ہش جلد 14 نمبر 128

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے۔ دانت کے عوض دانت اور آنکھ کے عوض آنکھ گالی کے عوض گالی۔ اور جو شخص معاف کر دے مگر ایسا معاف کرنا جس کا نتیجہ کوئی اصلاح ہو نہ کوئی خرابی۔ یعنی جس بات کو معاف کیا گیا ہے وہ کچھ سدھر جائے اور بدی سے باز آجائے تو اس شرط سے معاف کرنا انتقام سے بہتر ہوگا اور معاف کرنے والے کو اس کا بدلہ ملے گا۔ یہ نہیں کہ ہر ایک محل میں ایک گالی پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دی جائے۔ یہ تو دور از حکمت ہے۔ اور بعض اوقات بدوں سے نیکی کرنا ایسا مضر ہوجاتا ہے کہ گویا نیکوں سے بدی کی ہے۔

چاہئے کہ ایک تمہارا دوسرے کا گلہ مت کرے۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ مردے بھائی کا گوشت کھاؤ۔ اور چاہئے کہ ایک قوم دوسری قوم پر ہنسی نہ کرے کہ ہماری اونچی ذات اور ان کی کم ہے ممکن ہے کہ وہ تم سے بہتر ہوں۔ اور خدا کے نزدیک تو زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ نیکی اور پرہیزگاری سے حصہ لیتا ہے۔ قوموں کا تفرقہ کچھ چیز نہیں ہے۔ اور تم برے ناموں سے جن سے لوگ چڑتے ہیں یا اپنی ہتک سمجھتے ہیں ان کو مت پکارو۔ ورنہ خدا کے نزدیک تمہارا نام بدکار ہوگا۔ اور بتوں سے اور جھوٹ سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں ناپاک ہیں۔ اور جب بات کرو تو حکمت اور معقولیت سے کرو۔ اور لغوگوئی سے بچو۔ اور چاہئے کہ تمہارے تمام اعضاء اور تمام قوتیں خدا کی تابع ہوں اور تم سب ایک ہو کر اس کی اطاعت میں لگو۔

اے وے لوگو جو خدا سے غافل ہو! دنیا طلبی نے تمہیں غافل کیا یہاں تک کہ تم قبروں میں داخل ہوجاتے ہو اور غفلت سے باز نہیں آتے۔ یہ تمہاری غلطی ہے اور عنقریب تمہیں معلوم ہوجائے گا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ عنقریب تمہیں معلوم ہوجائے گا۔ اگر تمہیں یقینی علم حاصل ہوجائے تو تم علم کے ذریعہ سے سوچ کر کے اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تمہیں معلوم ہوجائے کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے۔ پھر اگر اس سے بڑھ کر تمہیں معرفت ہوجائے تو تم یقین کامل کی آنکھ سے دیکھ لو کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے۔ پھر وہ وقت بھی آتا ہے کہ تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے اور ہر ایک عیاشی اور بے اعتدالی سے پوچھے جاؤ گے۔

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد20 ص 156-157)

ہاتھ سے کام کرنا ہمارا طرہ امتیاز ہونا چاہئے

حضرت امام جماعت ثانی نے فرمایا:۔

اپنے ہاتھ سے کام کرنا یہ ہمارا طرہ امتیاز ہونا چاہئے۔ جیسے بعض قومیں اپنے اندر بعض خصوصیتیں پیدا کر لیتی ہیں۔ وہ قومیں جو سمندر کے کنارے پر رہتی ہیں۔ وہ نیوی میں بڑی خوشی سے بھرتی ہوتی ہیں۔ لیکن اگر انفنٹری میں بھرتی ہونے کے لئے کہا جائے تو اس کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں گے۔ اور اگر پنجاب کے لوگوں کو نیوی میں بھرتی ہونے کے لئے کہا جائے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں۔ لیکن انفنٹری میں خوشی سے بھرتی ہوتے ہیں۔ یہ صرف عادت کی بات ہے۔ پس ہمارے خدام کو یہ ذہنیت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے کہ یہ مشینوں کا زمانہ ہے اور آئندہ زندگی میں وہ مشینوں پر کام کریں گے اگر کارخانوں میں کام نہ کرسکو تو ابتداء میں لڑکوں میں ان کھیلوں کا ہی رواج ڈالو جن میں لوہے کے پرزوں سے مشینیں بنانی سکھائی جاتی ہیں۔ مثلاً لوہے کے ٹکڑے ملا کر چھوٹے چھوٹے ہل بناتے ہیں۔ پنگھوڑے، ریلیں اور ایسی بعض اور چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ ایسی کھیلوں سے یہ فائدہ ہوگا کہ بچوں کے ذہن انجینئرنگ کی طرف مائل ہوں گے۔''

(مرسلہ: نظارت امور عامہ)

گائنی رجسٹرار کی ضرورت

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں گائنی رجسٹرار کی ضرورت ہے جو لیڈی ڈاکٹر صاحبان ایم بی بی ایس ہوں اور خدمت خلق کا جذبہ رکھتی ہوں اپنی درخواستیں مع اسناد اور تجربہ کے سرٹیفکیٹ ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ کے نام ارسال کریں۔ درخواستیں صدر صاحب محلّہ/امیر صاحب جماعت کی سفارش کے ساتھ آنی چاہئیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال)

موت ایک پل ہے جہاں محبّ اپنے محبوب سے ملتا ہے (رابعہ بصری)

مشعل راہ

خدا کی عطا پر شکر کریں تا مزید عطا ہو

حضرت امام جماعت رابع فرماتے ہیں:

کہتے ہیں ایک عرب کو ایک گھوڑا بڑا پیارا تھا کیونکہ سارے عرب میں اس جیسا تیز رفتار گھوڑا کوئی نہیں تھا۔ایک دفعہ چور آیا اور گھوڑے کو کھول کر وہ بہت دور نکل گیا۔جب مالک کی آنکھ کھلی تو وہ گھوڑا آگے جا چکا تھا اس نے اپنا نمبر 2 گھوڑا پکڑا اور نمبر 2 گھوڑے پر سوار ہو کر اس کا پیچھا شروع کیا۔کیونکہ وہ ماہر تھا اس کے مزاج سے واقف تھا اور چور اول نمبر گھوڑے کے مزاج سے ناآشنا تھا۔اس لئے آہستہ آہستہ یہ اس کے قریب تر ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچ گیا۔لیکن اچانک اس کو وہاں یہ خیال آیا کہ اگر آج میں نے اس کو پکڑ لیا تو میرے گھوڑے کا یہ نام جو دنیا میں رہنا تھا کہ کبھی کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں بڑھ سکا یہ نام ختم ہو جائے گا۔تو اس نے چور سے کہا، جا میں اور کسی وجہ سے نہیں صرف اپنے گھوڑے کے نام کی خاطر تجھے چھوڑتا ہوں۔اور گھوڑے کو اس نے جانے دیا۔

پس میرے دل کی یہ کیفیت ہے کہ میں اللہ سے عرض کروں کہ تو ہماری بھوک بھی بڑھاتا چلا جا اور اپنی عطا بھی بڑھاتا چلا جا۔لیکن اگر ہماری بھوک تیری عطا کے قریب پہنچ جائے تو پھر تو اپنی رحمت کے صدقے اس عطا کے نام پر جسے کبھی دنیا میں کسی چیز نے شکست نہیں دی تو اپنی عطا کو اور آگے بڑھا دینا تا کہ یہ عطا ہمیشہ بے مثل رہے اور بے نظیر رہے اور کوئی بھوک اس کو پکڑ نہ سکے۔

غرض اللہ تعالیٰ سے ہماری التجا یہی ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر یہ فضل جاری رکھے اور ساتھ یہ بھی کہ بہترین خرچ کی توفیق بخشے۔امانت کے ساتھ، دیانت کے ساتھ بہترین سوچ کی توفیق بخشے بہترین فکر کی توفیق بخشے۔سارے کارکن خدا کی رضا کی خاطر کام کرنے والے ہوں۔دیانت اور امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔پیسے پیسے کے ساتھ دعاؤں کی اور التجاؤں کی برکتیں شامل ہوں اور یہ روپیہ اپنی ظاہری حیثیت سے کئی گنا زیادہ برکتیں اپنے ساتھ لے کر آئے جو دنیا کے حساب میں وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتیں۔

بجٹ کی زائد وصولی پر خوشی کا تیسرا پہلو وہ ہے جو دینے والوں کی حالت سے تعلق رکھتا ہے۔حق حلال کی کمائی اس میں شامل ہے۔اہل ایمان مزدوروں کا پسینہ اس میں شامل ہے۔ایسی محنت اور پاکیزہ محنت اس روپیہ میں داخل ہو چکی ہے جو اپنی پاکیزگی کے لحاظ سے ساری دنیا میں بے مثل ہے۔اپنی قناعت کے لحاظ سے بے مثل ہے اور ان پاکیزہ خیالات کے لحاظ سے بے مثل ہے جو اس محنت میں شامل ہیں۔پس اس روپیہ کے ساتھ دنیا کے کسی دوسرے روپیہ کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ان امیروں کا فاضلہ بھی اس میں شامل ہے جنہوں نے دنیا کی گناہ آلود زندگی کو ترک کر کے اپنے روپے کو دنیا کی لذتوں کے حصول پر خرچ کرنے کی بجائے اپنے رب کی رضا کے حصول پر خرچ کیا ورنہ دنیا میں کروڑوں امیر ایسے بس رہے ہیں جو فسق و فجور کی راہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ان کا روپیہ ان کی گناہ کی توفیق سے بڑھ جاتا ہے اور وہ بے چین ہوتے ہیں کہ اس کو کس طرح خرچ کریں اور کس طرح اپنے گناہ کی تمنا کو پورا کریں۔اس کی پیاس بجھائیں۔لیکن میدان نہیں ملتے۔اس کے برعکس اللہ کے فضل سے احمدی امراء ہیں جو مواقع ہونے کے باوجود۔ہر طرح کے امتحانوں اور ابتلاؤں کے باوجود ان مواقع سے رکتے رہے، جو گناہ کے حصول کے لئے، روپے کے ذریعہ، مواقع ان کو میسر آسکتے تھے۔اور اس روپے کو بچا کر نیک راہوں پر خرچ کیا۔گو ذاتی لحاظ سے ان کی تکلیف، غریب کی تکلیف کے مقابل پر کم تھی لیکن اس سے انکار بہرحال نہیں ہے کہ انہوں نے اور رنگ کی روحانی تکلیفیں اپنے اوپر وارد کیں اور امتحانوں میں ثابت قدمی دکھائی۔پس اس روپیہ میں وہ بھی اپنے غریب بھائیوں کے ساتھ شریک ہیں۔پھر ان غریبوں اور مسکینوں کی دال روٹی ابھی اس روپے میں شامل ہو چکی ہے جو بمشکل زندگی گزارتے ہیں۔ایسے معمولی مددگار کارکن جن کو بعض دفعہ جماعت کو عطیہ دینا پڑتا ہے۔زندگی کی بقاء کے لئے ان کا روپیہ پیسہ بھی اس میں شامل ہوا ہوا ہے۔ان کے بچوں کا دودھ جو ان کو نہیں ملا وہ بھی اس میں شامل ہے۔ان کے تن بدن کے غریبانہ کپڑے بھی اس میں شامل ہیں۔انہوں نے روپے کا روپ دھارا اور سلسلہ کے اس چندے میں داخل ہو گئے۔ان کی اپنی ایک چمک دمک ہے۔ان کی اپنی ایک روشنی ہے اور دنیا کا کوئی روپیہ اس نور اور اس روشنی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

پھر ہم راضی ہیں اللہ تعالیٰ پر کہ اس نے چندہ دینے والوں کو دعاؤں کی توفیق بخشی۔اس روپیہ میں ان کی دعائیں شامل ہیں۔ان کی نیک تمنائیں شامل ہیں۔ان کی گریہ وزاری شامل ہے۔ان کا تقویٰ شامل ہے۔

(خطبات طاہر جلد 1 ص 42)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تکمیل کلام پاک

مکرم مسرور احمد صاحب چوہدری کیلگری کینیڈا تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کی بیٹی عزیزہ دانیہ مسرور نے ساڑھے چھ سال کی عمر میں کلام پاک ناظرہ مکمل کر لیا ہے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ سیدنا حضرت امام جماعت خامس نے ازراہ شفقت و احسان اپنے دورہ کیلگری کے دوران مورخہ 18 جون کو کیلگری کے دیگر خوش نصیب بچوں کے ساتھ میری بیٹی سے بھی کلام پاک سنا اور دعا کروائی۔بچی محترم مولانا خلیل احمد صاحب مبشر مربی سلسلہ ایڈمنٹن ولد مکرم چوہدری ناظر علی خان صاحب مرحوم فیصل آباد کی نواسی اور محترم چوہدری غفور احمد صاحب آف کیلگری کی پوتی ہے۔بچی کو کلام پاک خاکسار کی اہلیہ محترمہ منورہ خلیل صاحبہ نے بڑی محنت سے پڑھایا ہے۔بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔احباب سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ عزیزہ دانیہ کو یہ سعادت مبارک کرے اور اس کی پاک تعلیم پر دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق دے۔آمین

نکاح

مکرم ریاض محمود صاحب باجوہ مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔کہ میرے بیٹے مکرم سعد محمود باجوہ صاحب مربی سلسلہ کا نکاح ہمراہ مکرمہ طیبہ مہناز باجوہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری بشیر احمد باجوہ صاحب آف داتہ زید کا مقیم جرمنی مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے مورخہ 11۔اگست 2005ء کو بعد عصر بیت مبارک ربوہ میں پڑھا۔احباب جماعت سے اس نکاح کے بابرکت ہونے کیلئے عاجزانہ درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کیلئے ہر لحاظ سے بے حد مبارک کرے۔آمین

ولادت

مکرم منور الدین صاحب دارالعلوم جنوبی احد ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ 11/اگست 2005ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے بچے کا نام حضرت امام جماعت خامس نے ازراہ شفقت تنزیل احمد عطا فرمایا ہے بچہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے بچہ مکرم مرزا نور الدین صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم چوہدری اعظم علی للہی صاحب ربوہ کا نواسہ ہے احباب کرام کی خدمت میں درخواست دعا ہے خدا تعالیٰ بچے کو نیک صالح بنائے اور اسے صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔

سانحہ ارتحال

مکرم ارشاد احمد خاں ارشد صاحب پنشنر صدر انجمن پاکستان ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے بیٹے مکرم ممتاز احمد خان صاحب بعمر 48 سال بقضائے الٰہی مورخہ 10۔اگست 2005ء کو وفات پا گئے۔مرحوم موصی تھے وفات سے قبل بطور جنرل مینیجر ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن پاکستان میں خدمات بجالا رہے تھے پچھلے پانچ سال سے کینسر کی مرض میں مبتلا تھے۔اسی روز جنازہ مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے بیت المبارک میں پڑھایا اور تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی اس موقع پر مکرم چوہدری فضل احمد صاحب نے دعا کروائی۔مرحوم نے اہلیہ کے علاوہ چار بچیاں سوگوار چھوڑی ہیں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔آمین

اعلان داخلہ

پاکستان میرین اکیڈمی نے بی ایس سی (میری ٹائم سٹڈیز) ڈگری میں داخلے کا اعلان کیا ہے درخواست فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 22 ستمبر 2005ء ہے۔ٹریننگ چارجز کی کل رقم 103,500 روپے ہے جو چار قسطوں میں واجب الادا ہے (جس میں رہائش، قیام و طعام، یونیفارم، کتابیں، اسٹیشنری و دیگر چارجز شامل ہیں) درخواست فارم اس ویب سائٹ www.marineacadamy.edu.pk سے ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔مزید معلومات کیلئے روزنامہ جنگ مورخہ 16۔اگست 2005ء ملاحظہ کریں۔

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا نے درج ذیل فیلڈز میں انڈر گریجویٹ کورسز میں داخلے کا اعلان کیا ہے۔(i) سول انجینئرنگ (ii) کمپیوٹر انجینئرنگ (iii) الیکٹریکل انجینئرنگ (iv) میکینیکل انجینئرنگ (v) سافٹ ویئر انجینئرنگ۔درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 15 ستمبر 2005ء ہے نیز امیدوار کیلئے انٹرمیڈیٹ میں 50% نمبر حاصل کرنا ضروری ہے۔مزید معلومات کیلئے روزنامہ ڈان مورخہ 17۔اگست 2005ء ملاحظہ کریں۔

(نظارت تعلیم)

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

مکرم نعیم احمد خادم صاحب

غانا کے بعض تاریخی مقامات

جہاں سیدنا حضرت امام جماعت خامس نے امامت سے قبل قیام فرمایا

ان سطور میں آپ کو ان تاریخی مقامات کا تعارف کروانا مقصود ہے جہاں حضرت امام جماعت خامس غانا میں قیام کے دوران رہائش پذیر رہے۔ آپ کے حوالہ سے غانا میں تین مقامات جانے پہچانے جاتے ہیں۔

1۔ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا۔ (ناردرن ریجن)۔ 2۔ اکمفی (Ekumfi) ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول ایسارچر۔ (سنٹرل ریجن) 3۔ ٹمالے شہر، بالخصوص Depale نامی گاؤں۔ (ناردرن ریجن)۔

1۔ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا ناردرن ریجن

ناردرن ریجن میں ٹمالے سے قریباً 60 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں سلاگا واقع ہے۔ یہاں مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت 1971ء میں یہ سکول کھولا گیا۔ سکول کا آغاز ہی بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ علاقہ کے لوگ اس بات پر آمادہ نہ تھے کہ ان کے بچے سکول تعلیم حاصل کریں۔

ہماری ان مساعی پر ریجنل منسٹر بے حد خوش تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ حکومت ہماری مدد کرے۔ جلد ہی حکومت بدل گئی۔ نئی حکومت نے سلاگا میں سرکاری سکول کھولنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ریجنل منسٹر نے اس ارادہ کو غیر معقول قرار دیا کیونکہ جماعت احمدیہ کے تحت یہاں پہلے ہی سکول موجود تھا۔ ڈائریکٹر آف ایجوکیشن نے ٹمالے سے رپورٹ منگوانے کا فیصلہ کیا۔ متعلقہ افسر جس کے ذمہ یہ رپورٹ تھی نشہ میں مست رہتا تھا۔ جماعت احمدیہ ان سے رابطہ نہ کرسکی۔ اس نے حکومت کو یہ رپورٹ دی کہ سلاگا میں سرکاری سکول کھول دیا جائے۔

ادھر ہماری پریشانی تھی کہ اگر حکومت نے سکول کھولا تو طلباء کا رخ اس کی طرف ہوجائے گا کیونکہ حکومت بغیر فیس لئے مفت تعلیم دے گی جبکہ ہم اپنے سکول میں ایسا نہیں کرسکتے تھے۔

جماعت احمدیہ غانا کی طرف سے حضرت امام جماعت ثالث کی خدمت میں یہ ساری صورت حال بذریعہ ٹیلی گرام لکھ کر بھجوائی گئی۔ آپ کی طرف سے جواب آیا۔ We will run it ourselves by the grace of Allah. اس وقت سے آج تک یہ سکول بفضل خدا کامیابی سے چل رہا ہے۔

سکول کے پہلے ہیڈ ماسٹر مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب مقرر ہوئے۔ اگر سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحبان کی فہرست دیکھی جائے تو پانچویں نمبر پر ہمارے پیارے آقا کا نام آتا ہے۔ آپ کا عرصہ خدمت اگست 1977ء تا اگست 1979ء بنتا ہے۔ آپ اس عرصہ میں سلاگا میں دو کمروں پر مشتمل چھوٹے سے مکان میں رہائش پذیر رہے جہاں بجلی اور Pipe Water کی فراہمی ناپید تھی۔

یہاں سے پیارے آقا کا تقرر بطور ہیڈ ماسٹر اکمفی ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول ایسارچر، سنٹرل ریجن میں ہوا۔ جہاں کے ریکارڈ کے مطابق آپ نے اکتوبر 1979ء کو سکول کا چارج سنبھالا۔

2۔ اکمفی (Ekumfi) ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول ایسارچر سنٹرل ریجن

جب نصرت جہاں سکیم کا آغاز ہوا تو جماعت نے اس علاقہ میں سیکنڈری سکول کھولنے کا ارادہ کیا۔ ایسارچر، اکرافو کے قریب واقع ایک ٹاؤن ہے۔ یہاں علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف Nana Akgin V رہائش پذیر تھے چنانچہ اس ارادہ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ایسارچر میں مورخہ 3/اکتوبر 1972ء کو سکول کا آغاز ہوا۔ محترم پیراماؤنٹ چیف صاحب نے اس کے لئے اپنا گھر پیش کیا۔ نیز علاقہ کے چیف صاحبان کے لئے لازمی قرار دیا کہ وہ طلباء کے لئے اشیاء خورونوش بھجوائیں۔

مکرم نصیر احمد صاحب سکول کے پہلے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ آپ 1972ء تا اکتوبر 1979ء سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ اس سکول کے دوسرے ہیڈ ماسٹر ہمارے پیارے آقا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد (امام جماعت خامس) رہے۔ آپ کا عرصہ خدمت اکتوبر 1979ء تا مارچ 1983ء یعنی تین سال پانچ ماہ بنتا ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ سکول کا آغاز ایسارچر میں ہوا۔ آغاز میں ہیڈ ماسٹر صاحبان یہیں رہے۔ ایسارچر میں دو منزلہ مکان تھا جس کی اوپر والی منزل حضرت صاحب کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوئی۔ بعد میں اس سکول کو اس کی اصلی جگہ واقع اکرافو منتقل کردیا گیا۔ آپ کے زمانہ میں اس کی ابتدائی عمارت تعمیر کی گئی نیز ہیڈ ماسٹر کے لئے رہائش گاہ بھی۔

آپ نے ان عمارات کی تعمیر میں بے حد لگن سے کام کیا۔ ان دنوں تعمیر کا کام کوئی آسان امر نہ تھا۔

3۔ ٹمالے شہر میں قیام اور جماعت کے زرعی فارم کی نگرانی

پیارے آقا نے ٹمالے کے مقام پر قریباً تین سال قیام فرمایا۔ ٹمالے سے 40 کلومیٹر کے فاصلے پر Depale نامی گاؤں میں جماعت کے زرعی فارم کی نگرانی آپ کے ذمہ تھی۔ یہ گاؤں کچی جھونپڑیوں پر مشتمل ہے۔ گاؤں میں 250/ایکڑ اراضی جماعت کو زراعت کے لئے دی گئی۔ آپ نے اس فارم میں چاول اور مکئی کاشت کی۔ نیز آپ نے 4/ایکڑ اراضی پر گندم کاشت کرنے کا کامیاب تجربہ بھی کیا۔ ملک بھر میں یہ تصور تھا کہ غانا میں گندم کاشت نہیں کی جاسکتی۔ بفضل خدا یہ تجربہ ازحد کامیاب رہا۔ ایسا تجربہ آج تک غانا میں کسی جماعت یا فرد واحد نے نہیں کیا تھا۔ یہ تجربہ صرف جماعت احمدیہ کو ہی کرنے کی توفیق ملی اور آپ نے اس میں اہم کردار ادا کیا۔

غانا میں ہونے والے انٹرنیشنل ٹریڈ فیئر میں اس گندم کی نمائش بھی لگائی تاکہ دنیا پر ثابت ہوسکے کہ بفضل خدا غانا میں گندم کاشت کی جاسکتی ہے۔ ہم نے وزارت زراعت کو اپنا فارمولہ بھی پیش کیا تاکہ ملک کی بہبود کے وسیع پیمانہ پر گندم کاشت کی جاسکے۔ مگر افسوس کہ دوسرے ترقی پذیر ممالک کی طرح یہ کہہ کر اسے رد کردیا گیا کہ گندم کی کاشت پر جتنا خرچ اٹھے گا اسی قیمت میں ہم کینیڈا سے سستی گندم خرید سکتے ہیں۔

پیارے آقا ان دنوں ٹمالے میں رہائش پذیر تھے۔ یہ رہائش گاہ جو دو کمروں پر مشتمل تھی اور ساتھ ملحقہ زمین، ان دنوں دو لاکھ سی ڈی میں خریدی گئی تھی۔ اس قریبی اراضی پر ان دنوں ریجنل مشنری کے لئے رہائش گاہ تعمیر کی جاچکی ہے۔ آپ کا یہ مکان ان دنوں ریجنل ایجوکیشن یونٹ کا دفتر بنا ہوا ہے۔

زراعت کے کام میں مدد کے لئے آپ کو جماعت کی طرف سے ایک Pick-Up ملی ہوئی تھی جس پر آپ روزانہ اس گاؤں آتے اور فارم کی نگرانی فرماتے۔ گاؤں کے پاس ہی White Volta نامی دریا بہتا ہے جہاں سے Pump کے ذریعہ زرعی فارم میں پانی فراہم کیا جاتا تھا۔ آپ کی شبانہ روز محنت رنگ لائی اور خدا کے فضل سے زراعت کے لئے یہ تجربات ثمر بار ہوئے۔

آپ ماتحت کارکنان سے بے حد شفقت کا سلوک فرماتے۔ جو بھی پیداوار ہوتی انہیں بھی کچھ مرحمت فرماتے۔ آپ نے ان کو کچھ زمین بھی دے رکھی تھی جہاں وہ اپنا فارم بناسکیں۔ آپ انہیں اجرت کے ساتھ ساتھ اشیاء خوردنی بھی عنایت کرتے۔ علاقہ کے لوگ آج بھی آپ کو محبت سے یاد کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ نے اس گاؤں میں اس فارم کی ناطے سے ایک پرائمری سکول کھول دیا ہے جس کے باعث اس پسماندہ گاؤں کے بچے بفضل اللہ اب بسہولت تعلیم جیسی نعمت سے مستفید ہو رہے ہیں۔

یہ جگہیں، یہ عمارتیں اپنی اہمیت کے باعث اب تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ ان کے لئے یہ اعزاز قیامت تک سنہری حروف سے لکھا جائے گا کہ حضرت بانی سلسلہ کے پانچویں مظہر نے قبل از امامت ان جگہوں پر قیام فرمایا اور خدمت دین بجالائے۔

اردو کی جامعیت

سر علی رضا اپنی کتاب اعمال نامہ میں لکھتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اردو زبان میں جامعیت اور وسعت نہیں، معمولی خیالات کو تو اردو الفاظ کا لباس پہنایا جاسکتا ہے مگر اس میں اتنی وسعت نہیں کہ دقیق علمی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی مطالب ادا ہو سکیں۔ ان مطالب کو اردو کے لفظوں کا جامہ پہناؤ تو عریانی پھر بھی باقی رہتی ہے۔ ممکن ہے یہ اعتراض درست ہو۔ انسان کے سارے کام غیر مکمل ہیں، زبان اس کلیہ سے کس طرح مستثنیٰ ہوسکتی ہے؟ پھر اردو کی حالت تو یہ ہے کہ زبان کی حیثیت میں اسے دنیا میں آئے ہوئے ابھی پورے چار سو برس بھی نہیں ہوئے۔ طبیعات، کیمیا یا یوں کہیے کہ بالعموم سائنسی تلمیحات اگر آپ ڈھونڈنا چاہیں تو عربی زبان کے ثقیل اور غیر مانوس مرکبات ملیں گے جن کے اصطلاحی معنوں سے خود عرب بھی واقف نہ ہوں گے۔

میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ انگریزی کی اصطلاحات کو اردو میں رواج دیا جائے۔ ممکن ہے میری تجویز سے قومی جذبات کو ٹھیس لگے مگر عملی قوت سے کام لینے اور خیالی پلاؤ پکانے میں بڑا فرق ہے۔ ملکی حالات کی طرف سے کوئی آنکھیں بند کرلے تو دوسری بات ہے ورنہ عقل اور عمل دونوں کا تقاضا یہ ہے کہ پاؤں اسی قدر پھیلائے جائیں جتنی چادر میں گنجائش ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ سائنس کی تلمیحات کے سوا (جن کی مدد سے یورپی قومیں آج آسمان میں تھگلی لگانا چاہتی ہیں) اور کوئی مضمون ایسا نہیں جس کے بحث مباحثے یا اظہار خیال سے اردو قاصر ہو۔ تعلیم یافتہ نوجوان کہیں گے، کہ نہیں صاحب اردو میں اہلیت تو ہے مگر محدود، ہم تو بغیر انگریزی کا سہارا لیے دس قدم بھی نہیں چل سکتے۔ جواب یہ ہے کہ اگر آپ اپنی مادری زبان میں اپنا مطلب بلا تکلف ادا نہیں کرسکتے، تو یہ آپ کی کمی استعداد کا ثبوت ہے، اردو کی بے بضاعتی کی دلیل نہیں۔

فارسی ایشیا کی زبانوں میں سب سے زیادہ شیریں زبان سمجھی جاتی ہے۔ یہ جامعیت میں عربی کے ہم پلہ ہے۔ فارسی میں باپ کا لقب قبلہ و کعبہ، بیٹے کا لخت جگر اور نور چشم، بڑے بھائی کا اخوی معظم اور چھوٹے بھائی کا برادر بہ جاں برابر ہے۔ انصاف شرط ہے دیکھئے اظہار حقیقت فارسی کے ان معنی خیز الفاظ سے ہوتا ہے یا انگریزی کے مائی ڈیئر سے؟ انگریزی میں القاب کی صف میں عزیزوں کے لئے ایسے الفاظ ہیں جو بظاہر مشین کے ڈھلے معلوم ہوتے ہیں، لہٰذا مشین کی ڈھلی ہوئی اکثر نامکمل چیزوں کی طرح سب میں ایک نقص موجود ہے یعنی رشتہ داری کا پتا بتانے کی بجائے، ہر لفظ کا مفہوم ایک پورا طبقہ یا گھرانا ہے۔

بھاوج، سالی، سلج، نند، دیورانی، جیٹھانی ان چھ مختلف رشتہ داروں کے لئے تنہا ایک لفظ 'سسٹر ان لاء' ہے۔ بھائی کی بیوی بھی سسٹر ان لاء ہے اور بیوی کی

(باقی صفحہ 6 پر)

ماخوذ

سیٹلائٹ کا تعارف، پس منظر اور ترقیات

سیٹلائٹ وہ ذریعہ ترسیل ہے جس سے انسان کا خلا میں جانے کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا اس سے پہلے خلا میں جانے کا نہ تو کوئی ذریعہ تھا اور نہ ہی کوئی وسیلہ البتہ سائنسدانوں کے ذہنوں میں تسخیر خلا کا تصور ضرور پروان چڑھ چکا تھا جو صرف سیٹلائٹ کی بدولت اپنی تکمیل کو پہنچا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیٹلائٹ اصل میں ہے کیا چیز، عام معنی میں اسے سیارہ کہتے ہیں وہ سیارہ جو سورج کے گرد گھومتا ہے۔ سورج کے گرد ویسے تو اب تک نو بڑے سیارے ہیں جن میں ہماری زمین بھی شامل ہے۔ سائنسی طور پر بنائے گئے سیٹلائٹ کو اس وجہ سے سیٹلائٹ کہتے ہیں کہ وہ خلا میں ایک خاص دائرے میں گھومتا ہے۔ جبکہ اصل سیارے بھی اپنے اپنے دائرے میں گھومتے ہیں۔ ہماری خلا بیس میل اوپر کے فاصلے سے شروع ہو جاتی ہے۔ یہ سائنسدانوں کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ سیٹلائٹ کی کتنی رفتار رکھتے ہیں۔ یہاں یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ سیٹلائٹ کو خلا میں بھیجنے کے لئے راکٹ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ راکٹ کو یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ سیٹلائٹ کو زمین کے مدار سے نکال کر خلا میں پہنچا دیتا ہے ایک سیٹلائٹ کو خلا میں پہنچانے کے لئے راکٹ ہی استعمال ہوتا ہے۔ راکٹ کے بھی درجے بنے ہوتے ہیں۔ خلا میں پہنچتے ہی راکٹ کا خود کار نظام کھل جاتا ہے۔ تب سیٹلائٹ راکٹ سے علیحدہ ہو کر باہر نکل آتا ہے اور اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ عام طور پر ایک سیٹلائٹ خلا میں پانچ سے دس سال تک کارآمد رہتا ہے۔ اس کے بعد وہ ناکارہ ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ایک سیٹلائٹ خلا میں جاتے ہی ناکارہ ہو جاتا ہے۔ ایک حالیہ امریکی رپورٹ کے مطابق اس وقت خلا میں بیس ہزار سے زائد سیٹلائٹ ناکارہ ہو چکے ہیں اور خلا میں گھوم رہے ہیں۔ ناکارہ ہو جانے والے سیٹلائٹ جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ٹکڑوں میں بٹ جاتے ہیں اور وہ ٹکڑے خلا میں گھومتے رہتے ہیں جنہیں خلا کو صاف رکھنے کے لئے ایک خودکار نظام کے تحت ناکارہ بنا دیا جاتا ہے تا کہ خلا صاف رہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ سیٹلائٹ کے ذریعے ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلی ویژن پروگرام اور دوسرے مختلف پروگرام نشر کئے جائیں گے۔ تب یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اصلی سیارے اور مصنوعی سیارے میں فرق کیا ہے۔ اصلی سیارے کو انگریزی میں Planet کہتے ہیں جبکہ مصنوعی سیارے کو Earth Satellite کہتے ہیں۔ دنیا میں سب سے پہلا سیٹلائٹ روس نے 4/اکتوبر 1957ء کو سپوتنک I خلا میں بھیجا تھا یہ دنیا کا سب سے پہلا سیٹلائٹ تھا اس کی لمبائی صرف 53 انچ تھی اور وزن 84 کلوگرام تھا اس نے زمین سے خلا میں پہنچنے کے لیے 98 منٹ کا عرصہ لیا تھا۔ اسی سال کے آخر میں روس نے سپوتنک 2 کو خلا میں بھیجا جس میں پہلا جاندار خلا میں گیا جو ایک کتیا تھی اور اس کا نام لائیکا تھا وہ خلا میں پہنچتے ہی چند گھنٹوں کے بعد مر گئی تھی۔ اس کے دو سال بعد امریکہ بھی خلا کی تحقیق کے میدان میں آ گیا۔ امریکہ کا پہلا سیٹلائٹ ایکسپولر I تھا۔ جہاز رانی کے سفر کے متعلق سیٹلائٹ 1950ء میں ایجاد ہوا۔ ذرائع کمیونیکیشن کا پہلا سیٹلائٹ 18 دسمبر 1958ء میں خلا میں بھیجا گیا اسی طرح موسمی حالات جاننے کے لئے یکم اپریل 1960ء میں کام میں لایا گیا۔ ٹیلی کمیونیکیشن سیرکم 3، 19/اگست 1960ء میں کامیاب ہوا۔ سولر ماس وہ پہلا سیٹلائٹ تھا جس کی خلا میں مرمت کی گئی اس کے ذریعے شمسی توانائی کا اندازہ لگانا تھا۔ روس کے سپوتنک I کے بعد سیٹلائٹ سازی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ امریکہ کے سائنسی خلائی تحقیق کے ادارہ ''ناسا'' نے اسے آگے بڑھایا۔ امریکہ کی طرف سے چاند کی طرف جو سب سے پہلا سیارہ بھیجا گیا تھا اس کا نام پائنر اول Pioneer First تھا تا کہ آئندہ جب انسان کو چاند پر اتارا جائے تو اس کے ذریعے ملنے والی وہ تمام معلومات اور محل وقوع معلوم کیا جا سکے۔

خلائی تحقیق کی تاریخ تو 4/اکتوبر 1957ء کو ہی تبدیل ہو گئی تھی جب روسی سائنسدانوں نے سپوتنک I خلا میں بھیجا تھا لیکن خلا کی یہ کہانی 1952ء میں ہی شروع ہو گئی تھی۔ جب عالمی سطح پر سائنسدانوں کی کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ 11 جولائی 1957ء سے 31 دسمبر 1958ء کو سائنس کی کامیابیوں کا سال کے طور پر منایا جائے گا۔ 1954ء میں سائنسدانوں کی کونسل نے قرارداد مصنوعی سیارے کی تیاری کے لئے پاس کی اور اسے حقیقت ثابت کر دیا۔

ابتداء میں کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ سیٹلائٹ کے ذریعے ہم روزمرہ کے کاموں میں بھی مدد لے سکیں گے کئی برس بعد جا کر یہ معلوم ہو گیا کہ سیٹلائٹ کے ذریعے واقعی روزمرہ کے کاموں کے جلدی حل میں سیٹلائٹ اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیٹلائٹ سسٹم کے ذریعے نہایت مشکل اور دیر سے حل ہونے والے کاموں میں خاصی تیزی اور بہتری وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آتی گئی اور آ بھی رہی ہے جن کا شمار ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ آپ ذرائع مواصلات کو ہی لے لیں جس طرح اس میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جدت آ رہی ہے ماضی میں اس کی کہیں مثال نہیں ملتی اب تو سیٹلائٹ فون کا استعمال عام ہوتا جا رہا ہے۔ پہلے پہل پیغامات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ تک لے جانے کے لئے خاصی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تھا لیکن سیٹلائٹ سسٹم نے دوسرے شعبوں کی طرح اس شعبے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب ٹیلی فون سیٹلائٹ کے ذریعے پیغام ایک جگہ سے دوسری جگہ سیکنڈوں میں چلا جاتا ہے خواہ دوسری جگہ ہزاروں میل ہی دور کیوں نہ ہو اس کے علاوہ اب سیٹلائٹ سسٹم کے ذریعے زیر زمین معدنیات کا بھی پتہ چلایا جاتا ہے۔ ہر سیٹلائٹ کے اندر ایسے حساس کیمرے لگے ہوتے ہیں جس کے ذریعے واضح طور پر پتہ چلایا جاتا ہے کہ کہاں کون سی معدنیات پائی جاتی ہے جس کی واضح مثال پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں تانبا اور سونے کی کان کا سیٹلائٹ کے ذریعے ہی پتہ چلایا گیا تھا جو آج سے دس سال پہلے دریافت ہوئی تھی۔ اسی طرح امریکہ نے شروع شروع میں وین گارڈ سیٹلائٹ کے نام سے تیار کیا جس کے ذریعے سمندری پانیوں یا پھر زیر زمین پانیوں کی نقل و حرکت کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اسی طرح طوفانی حالتوں، سردی، گرمی میں پانی کے بہاؤ، پانیوں سے اٹھنے والے اتار چڑھاؤ کی پرکھ کے لئے بھی سیٹلائٹ استعمال ہو رہا ہے۔ اگرچہ امریکی سیٹلائٹ وین گارڈ کی اپنی خاص اہمیت ہے لیکن روسی سیٹلائٹ وین سپوتنک کی کامیابی سے خلا کی فنی تحقیق کا نیا راستہ ضرور کھل گیا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ سپوتنک میں زمین سے وزنی سامان خلا میں ساتھ لے جانے کی صلاحیت وین گارڈ سے کہیں زیادہ تھی۔ کیونکہ وین گارڈ سیٹلائٹ میں ساڑھے تین پونڈ سے زیادہ وزنی سامان اپنے ساتھ نہیں لے جایا جا سکتا تھا۔ اب یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ خلا میں سامان لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ دراصل یہ وہ سامان ہوتا ہے جسے عرف عام میں خلائی سائنسی تحقیق کے لئے سائنسی آلات کہا جاتا ہے۔ جس میں خلا کی تصویریں بنانے کے لئے کیمرے، وہاں مختلف قسموں کی آوازوں کو ریکارڈ کرنے کے لئے ایمپلی فائر اور ان آوازوں کو زمین تک پہنچانے کے لئے ریڈیو ٹرانسسٹر استعمال ہوتا ہے اور دور دراز کے مقامات کی تصویروں کو اتارنے کے لئے دوربین کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خلا میں ان تمام آلات کو متحرک رکھنے کے لئے ربوٹ سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ تمام سائنسی آلات جس قدر بڑے ہوں گے اتنا ہی اپنا کام بہتر طریقے سے سرانجام دیں گے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سائنسدانوں نے ان خلائی تحقیق کے سائنسی آلات کو جدید سے جدید تر بنانے کی سعی کرتے رہے ہیں۔ شروع میں جب روسی خلا باز سائنسدانوں نے سپوتنک I خلا میں بھیجا تو اس وقت یہی سائنسی آلات بہت ہی خفیف تھے۔ آج کے مقابلے میں ان کی کارکردگی بھی کچھ زیادہ بہتر نہیں تھی۔ آج جبکہ خلا میں ہونے والی معمولی سی جنبش کی آواز بھی انہی آلات کی بدولت زمین پر بیٹھے سائنسدانوں کو جو خلا کو مانیٹر کر رہے ہیں سنائی دے رہی ہے۔

شروع میں جب سیٹلائٹ خلا میں چھوڑا جا رہا تھا۔ تب سائنسدانوں نے 1960ء میں اسے انسانوں کے لئے بھی مفید بنانے کا پلان بنایا اس مقصد کے لیے امریکی خلائی تحقیقی ادارہ ناسا نے ابتدا میں چار سیٹلائٹ خلا میں بھیجے جن کے نام یہ ہیں ''دی ایکو ٹلسٹار ریلے اور سائنوکام'' ان تمام سیٹلائٹ کے ذریعے انہوں نے مفید معلومات حاصل کیں۔ جہاں دوسرے مقاصد کے لئے سائنسدان سیٹلائٹ خلا میں بھیجتے رہے وہاں زمین کا جغرافیہ کے متعلق معلومات کے لئے بھی ایک سیریل سیٹلائٹ کی خلا میں بھیجی گئی جسے اے لینڈ سیٹلائٹ سیریل کہتے ہیں۔ یہ سلسلہ 1970ء سے لے کر 1978ء تک جاری رہا اور ان سے مختلف نوعیت کے مقاصد حاصل کئے گئے مثلاً مختلف اقسام کی لہروں کی عکاسی کرنا اور ان لہروں سے معدنیات کے متعلق تحقیق کرنا کہ کن کن علاقوں میں کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں۔ لینڈ سیٹلائٹ سے زمین کی ہر قسم کی حالت کے بارے میں بھی واضح ہوتا ہے کہ کہاں آنے والے دنوں میں خشک سالی کی توقع کی جا رہی ہے اور کہاں خوشحالی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ سائنسدان اب ان سیٹلائٹ کی بدولت تمام ہونے والے واقعات کا توڑ پہلے سوچ لیتے ہیں۔ اسی طرح سمندروں میں اٹھنے والے مختلف طوفانوں کی پیشگی معلومات حاصل کر لیتے ہیں اور ان کا توڑ بھی سوچ لیتے ہیں۔

(نوائے وقت 15 دسمبر 2004ء)

ایلیم سیپا
Allium Cepa

نزلہ اور زکام کی بہترین دواؤں میں سے ایک ہے۔ مریض کے ناک سے پتلی اور جلن دار رطوبت نکلتی ہے۔ آنکھوں سے بھی بکثرت پانی بہتا ہے لیکن اس میں جلن نہیں ہوتی اور نہ ہی آنکھوں میں سرخی پائی جاتی ہے۔ بلکہ اس کا زور کانوں پر ٹوٹتا ہے جس سے کان درد کرتے ہیں اور شنوائی پر اثر پڑتا ہے۔ ایلیم سیپا کی ایک اور خاص علامت یہ ہے کہ جب مریض کھلی ہوا میں جاتا ہے تو نزلہ بند ہو جاتا ہے۔ لیکن جب وہ گرم کمرہ میں واپس آتا ہے تو پھر نزلہ بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ زکام کے ساتھ سر میں درد ہوتا ہے جو خصوصاً داہنی کنپٹی میں شدت سے محسوس ہوتا ہے اور پیشانی تک پھیل جاتا ہے۔

بیسیلینم
Bacillinum

یہ دوائی نزلہ کے مزمن (Chronic) امراض میں بہت مفید پائی جاتی ہے۔ جب کہ پھیپھڑوں میں دوران خون کمزور پڑ گیا ہو اور رات کو دم گھٹنے کی شکایت ہو۔ اس کا مریض جلد سردی قبول کر لیتا ہے اور اسے بار بار زکام کی شکایت رہی ہو اور بلغم بہت خارج ہوتی ہو تو اس کیلئے یہ دوا بہت مفید ہے۔

اقبال احمد نجم صاحب

لاطینی امریکہ اور مایا تہذیب

میکسیکو سے لے کر ارجنٹائن تک کے علاقہ کو لاطینی امریکہ کہا جاتا ہے۔یہاں سپین اور پرتگال نے کالونیاں بنائیں اور حکومت کی۔ان ممالک کی زبانیں کیونکہ Latin origin ہیں اس لئے ان کے زیر تسلط علاقوں کو بھی لاطینی امریکہ کہا جانے لگا۔لاطینی امریکہ کے شمالی اور وسطی علاقوں میں ''مایا تہذیب'' پروان چڑھی تھی۔ان کی تعداد ماہرین نے ساڑھے سات ملین بتائی ہے۔یہ تہذیب صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہے۔میکسیکو، گوئٹے مالا، ہنڈورا، بے لینز اور بعض کے نزدیک ''پیرو'' (Peru) تک یہ لوگ پھیلے ہوئے تھے۔میکسیکو اور گوئٹے مالا اور ہنڈورا میں ان کے کھنڈرات پھیلے پڑے ہیں جن کو دیکھنے کے لئے سیاح بکثرت یہاں آتے ہیں۔

اس علاقہ میں آبادی برف کے زمانہ میں شروع ہوئی جبکہ الاسکا اور سائبیریا برف کے پُل کے ذریعہ ملے ہوئے تھے اور سطح سمندر 200 فٹ نیچی تھی۔کہا جاتا ہے کہ آرین نسل کے لوگ خوراک کی تلاش میں اپنے جانوروں کے ساتھ یہاں آئے اور کینیڈا سے لے کر ارجنٹائن تک پھیل گئے۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انڈونیشیا کی طرف سے لوگ کشتیوں کے ذریعہ سے یہاں آئے۔2000 سال قبل کی کھوپڑیاں ان علاقوں سے ملی ہیں جو اُن کے مشابہ ہیں جبڑوں اور چہرے کی ہڈیاں بالکل اُن جیسی ہیں۔ان علاقوں میں مکئی کا استعمال ہوتا ہے جس میں امینوایسڈ جو وٹامنی کمپلیکس کا ایک اہم رکن ہے نہیں پائی جاتی۔ان میں چونے کا استعمال بھی بہت ہے غالباً ایک غیر متوازن خوراک کی دیر تک استعمال کرنے کی وجہ سے ان کے قد پست ہوگئے۔لیکن کیلشیم کے زیادہ استعمال کی وجہ سے ہڈی مضبوط ہوگئی۔

مَیں نے اپنے قیام گوئٹے مالا میں دیکھا کہ مکئی کی روٹی بہت مشکل سے ٹوٹتی ہے۔اس کی وجہ معلوم کرنا چاہی تو میرے علم میں آیا کہ یہ مکئی کو ہماری طرح پیستے نہیں بلکہ روزانہ چار پانچ سیر مکئی کھلے برتن میں ڈال کر اس میں نیچے اَن بجھا چونا رکھ کر پانی ڈال دیتے ہیں رات بھر میں یہ مکئی پھول جاتی ہے۔پھر یہ اس میں سے چھلکے ہاتھوں سے نکال لیتے ہیں اور پانی نتار دیتے ہیں۔پھر آٹا گوندھ کر روٹی پکاتے ہیں جس میں چونے کی کافی آمیزش ہوتی ہے۔

مایا کے علاقہ میں دو اطراف شامل تھیں۔ایک طرف بلند ہے اور دوسری نشیبی ہے۔بلند علاقہ میکسیکو اور کچھ اس میں سے گوئٹے مالا میں ہے جو چیاپاس کے دریائے نگرو سے ہوتا ہوا، دریائے موناگوا کے پاس سے گزر کر وسطی امریکہ کی طرف کا رخ کرتا ہے۔وادیوں کا علاقہ گوئٹے مالا شہر، کٹ زال ٹنا گو اور کویتان میں ہے جو مایا تہذیب کے اہم مراکز تھے۔ٹکال کی طرف جا کر مایا کے کھنڈرات دیکھنے کے لئے گوئٹے مالا شہر کے فضائی مستقر AURORA سے اکثر سیاح آپ کو ملیں گے۔اس علاقہ میں جو پے ٹین کا علاقہ ہے ''جو کاٹان'' کا واحد بلند چونے کا پہاڑ خلیج میکسیکو کی طرف ساحل کریبین کے سامنے واقع ہے۔اور نشیبی علاقوں گوئٹے مالا، لاکانڈون، چیاپاس، میں مایا تہذیب کے کھنڈرات ہیں۔ یہاں سالانہ 70 سے 100 انچ تک بارش ہوتی ہے۔اسی وجہ سے ان علاقوں میں پانی کی ایک چادر سی بچھی رہتی ہے۔غالباً یہی باہر سے حملہ آوروں کے راستہ میں روک رہی اور ''مایا'' کی اس طرف سے حفاظت کا سامان بنی رہی۔اور ان کی بلندیاں بکثرت بارش کی وجہ سے جنگلات سے ڈھکی پڑی ہیں۔اٹز کے علاقے میں ہرن اور ٹرکی کثرت سے پائے جاتے تھے۔ٹکال شہر کی آبادی کوئی 45 ہزار نفوس تھی خوراک یہاں کی مکئی، لوبیا، منڈیوکا تھی۔(یہ ایک قسم کی پھیکی شکر قندی نما جڑ ہے جو یہاں کے جنگلوں میں بہت ہوتی ہے اور استعمال کی جاتی ہے) جو کوتان میں جب سپینش لوگ آئے اور بشپ آف لانڈا یعنی یافرائے انتونیو آف سیوڈاد ریئال پیبنی (اس ضلع میں خاکسار کو بھی رہنے کا اتفاق ہوا ہے) نے انکسمال کے علاقہ کو 1588ء میں دیکھا تو حیران رہ گیا۔کیونکہ یہاں مایا لوگوں کے کھنڈرات بکثرت پائے جاتے ہیں۔یہ تہذیب ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی ہم عصر ہے۔ان کی اپنی ایک زبان تھی جو ''کاٹکان'' کہلاتی ہے یہ شہروں اور دیہاتوں میں بولی جاتی تھی۔اب کانجوپال، توجولابال، موتوزن ٹلک، چوج بھی بولی جاتی ہیں۔اور گوئٹے مالا کے علاقوں میں 23 کے قریب زبانیں ہیں۔ان کا طاقتور گروپ نے باخ' کے شہر میں تھا اور ایک ہزار سال قبل ایک گروپ کچے اور کاکچی گل جھیل آتتلان کے ارد گرد آباد تھا۔

مایا لوگ علم نجوم اور حساب کے ماہر تھے۔اُن کا اپنا کیلنڈر تھا۔علم نجوم کا مرکز کوپان ہنڈورا میں تھا۔ان کا چاند مہینہ 29.53 دن کا تھا۔یہ لوگ جانتے تھے کہ چاند سورج گرہن کب ہوتا ہے۔وینس اور مشتری کی حرکات سے حساب کرتے تھے۔وہ یہ جانتے تھے کہ وینس کا سال 584 دن کا تھا۔آج جو 583ء معلوم ہوا ہے۔جبکہ یونانی اور رومن وینس کے متعلق نہیں جانتے تھے کہ یہ صبح اور شام کا ستارہ ہے اور نہ ہی ان لوگوں کو حساب میں ''زیرو'' کا علم تھا۔جبکہ مایا لوگوں نے اپنے حساب کو اس وقت ترقی دی جبکہ ہندو تہذیب کو بھی ابھی اس کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا۔ان کا کیلنڈر 3113BC میں شروع ہوا اور دنوں کا صحیح تعین انہوں نے اس وقت کیا۔ان کا سال 365 دن کا تھا اور 20 دن کے 18 مہینے تھے۔ان کے چار دیوتا بڑے دیوتا سمجھے جاتے تھے۔لامات، ہین، ازناب اور آکبال۔انسانی قربانی کا بھی رواج پایا جاتا تھا جو عام طور پر پکڑے ہوئے غلاموں کی دی جاتی تھی۔شعر و شاعری کا بھی رواج تھا۔چنانچہ عظیم بادشاہ Texcoco کے اشعار سپینش (Spanish) میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ان کی شاعری میں اپنے ملک کی عظمت، جذبات خوشی اور غم اور محبت و نفرت کا ذکر ملتا ہے۔ان میں جرم نہ ہونے کے برابر تھے۔قانون سخت تھا، مثلاً زنا کی سزا موت تھی۔چوری کی سزا غلامی یا موت۔پبلک میں شراب خوری کی سزا بھی تھی مگر تہواروں کے موقع پر یہ قابل معافی جرم ہوتا تھا۔نظام عدل موجود تھا۔شادی بیاہ کیلئے بھی قانون تھا۔جائز وارث کو ہی وراثت ملتی تھی۔طلاق کی اجازت تھی جو ناقابل اولاد ہونے یا گھر کے فرائض ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوسکتی تھی۔طلاق یافتہ خاتون آدھے مال کی مالک ہوتی تھی، دوبارہ شادی کر سکتی تھی۔عورت کاروبار کر سکتی تھی، عدالت میں جا سکتی تھی۔جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو معلوم کیا جاتا تھا کہ وہ منحوس دن میں پیدا ہوا یا بابرکت دن میں پیدا ہوا۔چوتھے دن دعوت کی جاتی تھی اور نام رکھا جاتا تھا۔لڑکیوں کا نام پھولوں کے ناموں پر اور لڑکوں کا نام ان کے پیدا ہونے والے دن کی نسبت سے رکھا جاتا تھا۔لڑکا لڑکی اپنا جیون ساتھی چُن سکتے تھے۔اپنے ہی خاندان میں شادی کا رواج نہیں تھا۔شادی کا دن دونوں کے Signs دیکھ کر رکھا جاتا تھا۔شادی کے موقع پر دولہا کو ایک خطبہ سننا ہوتا تھا جس میں اللہ کا فرمانبردار رہنے اور محنتی اور خاندان کو بہتر وسائل دینے والا بننے کے لئے اور جنگ میں بہادری دکھانے اور والدین سے حسن سلوک کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔

مایا تہذیب جو اتنا پھل پھول رہی تھی، کیسے مٹی اس بارہ میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔تباہی مغرب سے مشرق کو آئی تھی۔پالانکے کا سنٹر پہلے ختم ہوا۔پھر پیڈرا نگیرا، جا کیچیلان، اُسامنتا دریا کے کنارے جلدی تباہی کی لپیٹ میں آگئے۔اور پھر ٹکال کی قربان گاہ تباہ ہوئی۔نشیب کے لوگ یعنی گوئٹے مالا کے مراکز کے لوگ بچے کھچے اِدھر اُدھر منتقل ہوگئے۔جن کے پاس کچھ بھی نہ رہا ان میں مذہب کا مضبوط تصور موجود تھا۔غاروں اور پہاڑ کی چوٹیوں، سیڑھی نما بلند عمارتوں پر عبادات کرتے اور قربانیاں دیتے تھے۔عیسائیت کے آنے پر یہ لوگ عیسائی تو ہوگئے مگر چھپ چھپ کر اپنے پرانے مذاہب پر بھی عمل پیرا رہے۔کئی بار اُن کو اپنے پرانے مذاہب پر عمل کرتے ہوئے دیکھا بھی گیا۔

ٹماٹر سے صحت

سال بھر کھائی جانے والی سبزیوں میں آلو، پیاز کے بعد سب سے زیادہ کھائی جانے والی سبزی یقیناً ٹماٹر ہی ہے۔سالن کے ذائقے اور دسترخوان کی زینت کے علاوہ سرخ ٹماٹر مختلف انداز میں پکتے ہی نہیں، صحت و توانائی کا سامان بھی کرتے ہیں۔ٹماٹر جنوبی امریکہ سے پاک و ہند اور دنیا بھر میں عام ہوا۔اس کی غذائی قدر و قیمت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ 100 گرام ٹماٹر میں مختلف غذائی اجزا کا تناسب یہ ہوتا ہے۔

حیاتین الف (وٹامن اے)	1100 یونٹ
حیاتین تھایامین (وٹامن بی۔ا)	0.6 ملی گرام
چکنائی	3 ملی گرام
نشاستہ (کاربوہائیڈریٹس)	4 ملی گرام
رائبوفلیووین	0.5 ملی گرام
حیاتین ج (وٹامن سی)	23 ملی گرام
حیاتین ک (وٹامن کے)	ٹھیک اندازہ نہیں
پروٹین	1.0 ملی گرام
کیلشیم	11 ملی گرام
فولاد	06 ملی گرام
فاسفورس	27 ملی گرام
پوٹاشیم	360 ملی گرام
حرارے	20

ٹماٹر میں جراثیم کشی کی قدرتی صلاحیت ہوتی ہے۔اس لحاظ سے یہ چھوت کے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔اسے کافی مقدار میں استعمال کرنے سے جلد کی صحت نکھر اور رنگت بہتر ہوجاتی ہے۔یہ خون صاف کرتا ہے۔اس کا استعمال نقرس اور گنٹھیا کے علاوہ دق وسل (ٹی بی)، ہائی بلڈ پریشر اور ناک کے ورم و سوزش (سائی نس) کے لیے بھی مفید ہوتا ہے۔مشاہدہ اور تجربہ یہ بھی ہے کہ اس سے جگر کی سستی ہی دور نہیں ہوتی بلکہ پتے کی پتھریاں بھی گھل جاتی ہیں۔گیس کے علاوہ نزلہ زکام اور موٹاپا بھی دور ہوسکتا ہے۔مصفّی خون ہونے کی وجہ سے یہ کیلوں سے نجات کے لیے بھی مؤثر ثابت ہوتا ہے۔اس کے پتلے کٹے ہوئے قتلے چہرے پر ملنے سے جلد دمک جاتی ہے اور اسے کھانے سے کچھ عرصے میں داد (رنگ ورم) بھی دور ہوجاتا ہے۔اس کے لیے داد سے متاثر حصے پر اسے ملنا بھی چاہیے۔ٹماٹر میں موجود نیکوٹینک ایسڈ سے خون میں کولیسٹرول کی سطح گھٹ جاتی ہے۔جبکہ اس میں پائے جانے والے وٹامن کے سے خون بہنے (جریان خون) کی شکایت بھی ختم ہوتی ہے۔

تازہ تحقیق کے مطابق اس کا سرخ رنگ، لائیکوپین کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے۔لائیکوپین جسم کی قوت مدافعت بڑھا کر سرطان کا مقابلہ کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ہاں اگر آپ گردوں کی پتھری خاص طور پر اوگزیلک ایسڈ کے مریض ہوں تو معالج سے پوچھ کر ہی اسے استعمال کیجئے۔اس کا ریشہ قبض کشا ہوتا ہے۔

(ماہنامہ ہمدرد صحت۔جون2005ء)

انسان۔ مٹی۔ پتھر

محمد رئیس طاہر صاحب

دنیا کی مخلوقات پر غور وفکر کرنے سے بیشمار مضامین ذہن میں ابھرتے ہیں۔ سائنس کی ترقی کے باعث کائنات کے بہت سے خدوخال کے بارے میں انسان نے جانچ لیا ہے لیکن اس کی وسعت لطافت اور نظام میں مربوطی کے لحاظ سے اس کے مکمل ادراک حاصل کرنا یعنی ستر اسی سال کی عمر میں لاکھوں نوری سالوں میں پھیلی ہوئی کائنات کو پڑھنا سمجھنا ناممکن ہے۔

اس وسیع کائنات کا مرکزی نقطہ یا کردار انسان ہے۔ ہر چیز انسان کی خدمت کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ انسان ہی سب سے زیادہ متنوع مخلوق ہے۔

جب ایک شخص دوسرے سے ملتا ہے تو وہ پتھر کی طرح ہوتا ہے یعنی پہچان نہ ہونے کی وجہ سے جذبات سے عاری ہوتا ہے مگر جب تعلقات بڑھتے ہیں تو یہی شخص بدل جاتا ہے۔

انسانی فطرت کا تنوع عجیب ہے کہ ایک وقت قتل کے خیال لے کر گھر سے نکلتا ہے مگر حسن واحسان سے متاثر ہو کر یہ پتھر ایسی موم میں بدلتا ہے کہ سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ یہی فطرت کبھی پتھر بن کر جسم کو لہولہان کر دیتی ہے۔ مگر محبت کی بارش کے بعد یہی پتھر ایسی مٹی بن جاتے ہیں جو گلہائے رنگا رنگ سے بھر جاتی ہے۔ جن کے رنگ کائنات کو خوبصورتی دیتے اور فضا کو معطر کر دیتے ہیں۔ اسی فطرتی تنوع کا کرشمہ ہے کہ نفرت کی وجہ سے چہرہ دیکھنا گوارا نہیں اور جب کیفیت محبت میں بدلتی ہے تو ادب اور حیا سے چہرے پر نظر نہیں ڈالتی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ انسان مختلف اوقات وحالات میں اپنے آپ کو ڈھال لیتا ہے۔ یہ پتھر کی طرح سخت ہے۔ اس کی اصلاح کے لیے کی گئی سختی اس کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔ یہ ٹوٹے ہوئے ریزے بسا اوقات توڑنے والے کو بھی زخمی کر دیتے ہیں لیکن اسی پتھر پر احسان کی بارش کرو نرمی سے کلام کرو پیار ومحبت کی زبان استعمال کرو تو یہ ایسی گوندھی ہوئی مٹی میں بدل جاتا ہے کہ محبوب ومعشوق اس کو جس طرح چاہے ڈھال لے۔ اس کو تھپڑ بھی مارے تو یہ ہاتھ کی لکیروں کو چوم کر اپنے جسم کو اس کے نقش ونگار میں ڈھال لیتا ہے۔

انسان ہی ہے جو عزم واستقلال کی ایسی چٹان بن جاتا ہے کہ بادوباراں کا طوفان اور موسم کی گرمی و سردی کی شدت اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ اٹھنے والے طوفان اسی چٹان سے سر ٹکرا کر خود بکھر جاتے ہیں مگر اس کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آتی۔ بڑی سے بڑی طاقتیں اس کو توڑنے کے لیے اپنے تمام حربے استعمال میں لاتی ہیں مگر اس کو شکست دینے میں ناکام رہتی ہیں۔

جس طرح سنگ تراش پتھر کو اپنی خواہش کے مطابق صورت دینے کے لیے اسے کاٹتا ہے تو ساتھ ساتھ پانی بھی لگاتا جاتا ہے۔ اسی طرح قوم کے سردار ہوتے ہیں۔ وہ انسان کو اپنی خواہش کے مطابق ڈھالنے کے لیے سختی بھی کرتے ہیں مگر ساتھ ساتھ اپنی شفقتوں اور نعمتوں سے بھی نوازتے رہتے ہیں۔

انسانی عادات میں یہ عجیب تضاد بھی پایا جاتا ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں مٹی بھی اور پتھر بھی۔ اس کا نمونہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے۔ جب دوسر دار اپنی قوموں کو لے کر جھکاتا نظر آتا ہے اور مخالف کے لیے ایک سخت چٹان بن جاتا ہے اور سر کٹوانے کے لیے تیار ہے مگر جھکاتا نہیں۔

انسانی فطرت کا یہ تضاد ہی حسن وقبح کا منبع ہے اگر نفرت بغض، کینہ اور بدی کی طرف مائل ہو اور نیکی اور نیک کے خلاف پتھر دل ہو تو یہ وہ مقصد نہیں جس کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا۔ مگر محبت، پیار، یگانگت، ایثار، شفقت واحسان کی طرف جھک رہا ہو۔ نیکیوں کے نقش کو قبول کر رہا ہو اور ہر قسم کی بدی کے خلاف ایک آہنی چٹان بن جائے اور ہر قربانی کے لیے تیار ہو مگر کوئی برا نقش قبول کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ ہو تو یہ انسانیت کا معراج ہے۔

سونٹھ کی تاثیر اور فوائد

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو جو برکات عطا فرمائیں ان کا دائرہ دینی علوم ہی نہیں علم ابدان تک پھیلا ہوا نظر آتا ہے چنانچہ حضور اقدس اپنی معرکۃ الآرا تصنیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

علم طب کی رو سے زنجبیل وہ دوا ہے جس کو ہندی میں ''سونٹھ'' کہتے ہیں۔ وہ حرارت غریزی کو بہت قوت دیتی ہے اور دستوں کو بند کرتی ہے اور اس کا زنجبیل اسی واسطے نام رکھا گیا ہے کہ گویا وہ کمزور کو ایسا قوی کرتی ہے اور ایسی گرمی پہنچاتی ہے جس سے وہ پہاڑوں پر چڑھ سکے۔

اس کا مشہور نام ''ادرک''، انگریزی نام ''جنجر'' Ginger گجراتی نام ''ادو'' بنگالی نام ''آدا'' سندھی نام ''سنڈھ'' اور عربی میں زنجبیل کہلانے والی یہ دوا ایک جڑ ہے پتے لمبے اور باریک پھول۔ پھل ندارد۔ ترکو ادرک اور خشک کو سونٹھ کہتے ہیں اس میں ایک سے تین فی صد ہلکا زرد تیل پایا جاتا ہے ہندوستان میں مدراس، ٹراونکور، کوچین، مدناپور، سورت، بمبئی، کماؤں، رنگ پور وغیرہ میں اس کی بہت پیداوار ہے برآمد کے لحاظ سے چین صف اول میں ہے چین سے آنے والی سنڈھ کوالٹی کے لحاظ سے بھی صف اول کی ہے تازہ ادرک کا مزاج گرم درجہ سوئم ہے جبکہ خشک ادرک یعنی سنڈھ مزاج میں گرم خشک درجہ دوئم ہے۔ 1 تا 2 گرام مقدار استعمال ہے۔

ہاضم، ریح کو خارج کرنے والی ہے اس کو اکثر امراض معدہ میں استعمال کرتے ہیں۔ قوت حافظہ بڑھاتی ہے بلغمی مزاجوں کے لئے نہایت مفید ہے مرض سنگرھنی (کھانے کے فوراً بعد اجابت ہونا) میں

ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کر دیتے ہیں تو یہی انسان اس ایک وقت میں اپنے راہنما کے ہر حکم پر سر

اس کو گھی میں بھون لیں جلنے نہ دیں اور باریک سفوف تیار کر لیں دن میں تین بار کھلانا فائدہ کرتا ہے۔

جوارش زنجبیل اور معجون زنجبیل اس کے مشہور مرکبات ہیں۔

علاوہ ازیں اس کا مربہ بھی بنایا جاتا ہے جو امراض معدہ میں بہت مفید ہے۔ خارجی طور پر سردی کے دردوں اور اعصابی کمزوری کی وجہ سے پیدا شدہ دردوں وغیرہ کے لئے تیلوں کے تیل یا گھی وغیرہ میں جلا کر مالش کرنا بہت فائدہ مند ہے۔

بھنی ہوئی سنڈھ 1 تولہ میں کھانے والا نمک تین ماشہ ملا کر بطور منجن استعمال کریں دانتوں کو بہت سے تکلیف دہ امراض سے محفوظ رکھتی ہے۔

بعض اطباء خوراک 1 تا 2 گرام کو تھوڑا بڑھا کر اور چند گریاں بادام کا اضافہ کر کے بھگو کر علی الصبح گھوٹ کر شیرہ پلانے کو بہت مفید خیال کرتے ہیں اس طرح گرم وخشک ہونے کے باوجود پرانے بخاروں اور دائمی قبض کے لئے بھی مفید ومؤثر ہے۔

(بقیہ صفحہ 3)

بہن کا بھی یہی خطاب ہے۔ سالا، بہنوئی، ہم زلف، دیور اور نندوئی سب کے سب 'برادر ان لاء' ہیں۔ چچا، ماموں، پھوپھا، اور خالو سب انکل کہلاتے ہیں۔ دادا اور نانا دونوں کے لئے ایک لفظ 'گرینڈ فادر' ہے۔ دادی اور نانی، 'گرینڈ مدر' کہلاتی ہیں۔ مگر 'سسٹر ان لاء' صاحبہ ایسی پہیلی ہے جن کو بغیر اتے پتے کے کوئی نہیں بوجھ سکتا۔ ہر ملک کی زبان اس کی تہذیب وتمدن کا آئینہ ہوتی ہے۔ زید کا بیٹا خالد کی بیٹی سے شادی کر لے تو زید اور خالد سمدھی ہو جائیں گے۔ فارسی میں اس رشتے کے لئے ہم سلک کا لفظ ہے۔ مگر انگریزی میں کوئی لفظ نہیں ہے اور ہوتا کیسے، یورپ میں زید اور خالد کے درمیان سوائے اس کے کہ دونوں باوا آدم کی اولاد ہیں اور کوئی رشتہ نہیں مانا جاتا۔ سچ تو یہ ہے کہ اردو میں فارسی کی شیرینی، عربی کی جامعیت، سنسکرت کی بلاغت اور ہندی کی سادگی موجود ہے۔ جتنا وقت انگریزی زبان کے پڑھنے میں صرف کیا جاتا ہے اگر اس کا دسواں حصہ بھی اردو زبان کی تحصیل میں لگایا جائے تو اردو کی بے بضاعتی کی شکایت جو فی الحقیقت خالی ظرف کی آواز ہے ہرگز باقی نہ رہے کیونکہ خود انگریزی دان طبقے کو اپنی بے مائیگی کا اعتراف ہے۔ خودستائی نہ سمجھی جائے تو اتنا اور کہہ دوں کہ میں تقریر اور تحریر میں انگریزی کے ان الفاظ کے سوا جو اردو میں کھپ گئے ہیں، خاص اپنی زبان بولتا اور لکھتا ہوں اور اظہار خیال کے لئے مجھے اردو الفاظ کی بالعموم تلاش نہیں کرنی پڑتی۔ میں عربی، فارسی الفاظ کے بجائے اگر چبھتا ہوا ہندی لفظ مل جائے تو اسے استعمال کر کے یہ ثبوت دوں گا کہ میرا جنم بھوم برصغیر ہے عرب یا ایران نہیں۔ میں کٹھن کو دشوار پر ترجیح دیتا ہوں۔ روپ میں جو ادا ہے وہ خوبصورتی میں نہیں پایا جاتا۔ چھبیلا میری آنکھوں کو طرحدار سے زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے مگر میرے پاس ہندی الفاظ کا ذخیرہ محدود ہے۔ عربی الفاظ زبان پر چڑھے ہوئے ہیں۔ ہندی الفاظ اگر اردو میں کھپ جائیں تو کیا کہنا۔

خدا کی قدرت

بے شمار جانور ہیں جو اپنی مخصوص صفات کی وجہ سے قدرت کی تخلیق کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ سانپ کان نہ ہونے کے باوجود آواز سے پیدا ہونے والے ہلکے سے ہلکے ارتعاش کو بخوبی محسوس کر کے اس کے مطابق ردعمل دکھاتا ہے اور درجۂ حرارت میں اتنی خفیف تبدیلی کہ حساس سے حساس الیکٹرانک آلات اسے محسوس نہ کر سکیں کو محسوس کر کے شکار پر جھپٹتا یا خطرے سے بھاگ جاتا ہے۔ کاکروچ اتنی خفیف سرسراہٹ کہ کوئی الیکٹرانک آلہ اسے نوٹ نہ کر سکے کو محسوس کر لیتا ہے۔ سمندر کے کنارے پایا جانے والا ایک پرندہ سخت سمندری سیپیوں اور گھونگھوں کو اپنی چونچ سے توڑ کر اندر سے غذا حاصل کر لیتی ہے۔ یہ نیومیٹک مشین Pneumatic کے اصول پر کام کرتا ہے جو سخت چٹانوں میں سوراخ کرنے کے کام آتی ہے۔ اس کا اصول یہ ہے کہ جس سخت جگہ میں سوراخ کرنا مشکل ہو اگر وہاں ایک ہی جگہ کئی سو فی سیکنڈ کے حساب سے لگا تار ضربیں لگائی جائیں تو آسانی سے سوراخ ہو جاتا ہے۔ انسان نے تو سائنسی تجربات کی مدد سے اب جا کر یہ اصول دریافت کیا ہے لیکن اس پرندے کو شروع سے اس کا علم ہے! سمندری مچھلیوں میں ایسی بھی ہیں کہ خطرہ بھانپ کر گہرا سیاہی مائل محلول چھوڑتی ہیں اور پانی کو رنگدار بنا کر اس میں غائب ہو جاتی ہیں۔ بعض شدید بدبو دار مادہ چھوڑ کر دشمن کو بھگا دیتی ہیں Electric cel ایسی مچھلی ہے جو 500 وولٹ کا کرنٹ جسم سے چھوڑ کر گھوڑے، بیل، انسان وغیرہ کو موت کی نیند سلا سکتی ہے۔ یاد رہے گھروں میں استعمال ہونے والی بجلی کا وولٹ صرف 220 ہوتا ہے جبکہ امیر ملکوں میں صرف 110 وولٹ بھی سارے کام کرتا ہے۔ جانور تو ایک طرف بعض گوشت خور پودے بھی ہیں جو باقاعدہ چھوٹے چھوٹے کیڑوں کوڑوں کو پکڑتے اور ہڑپ کر جاتے ہیں۔ الغرض یہ کائنات عجائبات قدرت سے بھری پڑی ہے۔

انیس احمد ندیم صاحب ۔ مربی سلسلہ

ہزار ہا قدیم وجدید کتب سے مزین ایک مثالی کتب خانہ

مسعود جھنڈیر ریسرچ لائبریری

میلسی سے جھنڈیر تک پہنچنے کا راستہ کھیتوں اور کھلیانوں میں سے ہوکر گزرتا ہے اور 15 کلومیٹر کے اس سفر کے دوران یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ اس سبزہ زار اور چھتناور درختوں میں علم کا ایک شہر آباد ہوگا۔ لیکن مسعود جھنڈیر لائبریری میں داخل ہوتے ہی ایک خوشگوار احساس ہوتا ہے اور خوش آمدید کہتے ہوئے لائبریری کے میزبان آپ کا استقبال کرتے ہیں۔ یہ لائبریری ایک گاؤں سردار پور جھنڈیر تحصیل میلسی ضلع وہاڑی میں واقع ہے۔ جو اپنی دلکش عمارت، کتابوں کی بے شمار تعداد، کتب کی درجہ بندی اور کئی منفرد خصوصیات کی وجہ سے ایک نمایاں اور ممتاز مقام کی حامل ہے۔

علاقے میں اس لائبریری کی بہت شہرت سن رکھی تھی اور 19 دسمبر 2004ء کو ہم تین مربیان مکرم مبشر احمد ظفر صاحب مربی ضلع، مکرم مبشر احمد ورک صاحب اور خاکسار اس لائبریری کے دورہ کے لئے جھنڈیر پہنچے اور توقع سے زیادہ اس لائبریری کو وسیع اور مفید پایا۔

اپنا تعارف کروانے کے بعد ہم لائبریری میں داخل ہوتے ہی محو حیرت ہوگئے اور اس زبردست ذوق کاوش پر اظہار تہنیت کیے بغیر نہ رہ سکے۔

لائبریری کے مؤسس

علاقے کے زمیندار ملک غلام محمد چوغطہ جو 1865ء میں پیدا ہوئے اور اکہتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ انہوں نے 1890ء میں یہ لائبریری قائم کی۔ ذاتی طور پر ملک صاحب علم دوست انسان تھے۔ اور یہ کتابوں کا آغاز ایک چھوٹے سے ذخیرہ سے ہوا۔

ملک صاحب کی وصیت کے مطابق یہ لائبریری ان کے نواسے میاں مسعود احمد جھنڈیر کو ورثے میں ملی۔ بعد میں ان کے دوسرے بھائی بھی شریک سفر ہوئے اور اسے ایک عظیم الشان لائبریری میں تبدیل کردیا۔ لائبریری کے مالکان یہ بھائی ظاہری لحاظ سے بہت زیادہ تعلیم یافتہ نہیں اور کھیتی باڑی کے اپنے آبائی پیشے سے ہی منسلک ہیں لیکن یہ زبردست کاوش ان کے عمدہ ذوق کی آئینہ دار ہے۔

یہ لائبریری مکمل طور پر ایک پرائیویٹ لائبریری ہے اور سوائے چند سو کتب کے جو بعض دوستوں نے بطور عطیہ دی ہیں باقی سب کتب و رسائل جن کی مجموعی تعداد تقریباً دو لاکھ بتائی جاتی ہے، یہ برادران بھارت، ایران، سعودی عرب اور مغربی ممالک سے خود خرید کر لائے ہیں۔

1960ء کے بعد اس لائبریری میں کتب کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ شروع ہوا اور ایک کمرے سے نکل کر اب یہ لائبریری کئی کنال رقبہ پر محیط کوٹھی کے آٹھ دس ہال نما کمروں میں پھیل چکی ہے اور کتابوں کے رکھنے کی جگہ کی کمی کے باعث کتب دو دو تین تین قطاروں میں رکھی ہوئی ہیں۔ لیکن اہل علم حضرات اور محققین کے لیے شعبہ جات کے لحاظ سے ان کی کیٹلاگنگ کی گئی ہے۔

نمایاں خصوصیات

☆ یہ ایک مکمل تحقیقاتی لائبریری ہے جو سکالرز کو ہر طرح کی سہولیات فراہم کرتی ہے۔ اور کسی موضوع پر تحقیق کے لیے محقق جتنا چاہے قیام کرسکتا ہے۔ اس کی رہائش اور تواضع کا نہایت عمدہ انتظام کیا جاتا ہے۔

☆ دیہات میں واقع ہونے کی وجہ سے تحقیق کے لیے نہایت پرسکون اور خوشگوار ماحول میسر ہے۔

☆ منتظمین اس لائبریری کو جدید تر سہولیات سے بتدریج مزین کررہے ہیں۔

☆ لائبریری میں مختلف زبانوں پر وسیع لٹریچر موجود ہے اور جرمن، اٹالین اور مشرقی زبانوں وغیرہ پر کافی تعداد میں ذخیرہ ہے۔

☆ تقابل ادیان پر بھی مختلف مذاہب اور فرقہ جات کا لٹریچر بھی وسیع تر تعداد میں موجود ہے۔

ذخیرہ کتب

اس لحاظ سے بھی یہ لائبریری ہمہ جہت اور نہایت مفید ہے کہ جہاں کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں محققین تشنگی محسوس کریں۔ ہر موضوع پر وافر کتب موجود ہیں۔ 2003ء کے ایک جائزہ کے مطابق لائبریری میں کل کتب ایک لاکھ دس ہزار، رسائل و جرائد تقریباً بیاسی ہزار اور تین ہزار مخطوطات ہیں۔ قرآن کریم کے ہی تقریباً 1133 قلمی نسخے اس لائبریری میں محفوظ ہیں۔

مطبوعہ کتب کے لحاظ سے سب سے قدیم کتاب The Cause of The Decay of Priety in Christianity ہے۔ یہ 1679ء میں شائع ہوئی۔ اٹھارہویں اور انیسویں صدی کی بھی ہزاروں کتب اس لائبریری کا حصہ ہیں۔

لائبریری کے لئے ایک وسیع وعریض کمپلیکس بھی زیر تعمیر ہے جس میں محققین کے لیے مزید سہولیات کی فراہمی اور ایک عجائب گھر کا منصوبہ بھی شامل ہے۔

بعض شعبوں میں اس لائبریری میں کتب کا ذخیرہ میرے موازنے کے مطابق دیگر کئی نامور لائبریریوں سے بڑھ کر تھا۔

جھنڈیر برادران کی ایک اور اچھی خوبی یہ معلوم ہوئی کہ اپنے اس فن میں کمال حاصل کرکے ہر موضوع اور شعبہ کا احاطہ کرتے ہوئے انہوں نے واقعی کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ اور کسی تعصب کے بغیر تمام مذاہب اور علوم کی کتب موجود ہیں۔

چند مزید معلومات

لائبریری تک پہنچنے کے لیے ملتان سے وہاڑی روڈ پر چلتے ہوئے 75 کلومیٹر کے بعد میلسی نامی جگہ آتی ہے وہاں سے تقریباً 17 کلومیٹر شمال مشرق میں یہ لائبریری واقع ہے۔ جبکہ دنیا پور سے 30 کلومیٹر اور بہاولپور سے تقریباً 70 کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔ جبکہ لودھراں اور پاکپتن ریلوے لائن کے درمیان جھنڈیر ریلوے سٹیشن کی سہولت بھی میسر ہے۔ لائبریری میں فون اور فیکس کی سہولت بھی موجود ہے اور نمبر یہ ہیں۔

Ph: 06515-430786, 430430

جبکہ فیکس نمبر یہ ہے 430789۔

لائبریری کے اوقات صبح آٹھ بجے سے بارہ بجے تک ہیں۔

لائبریری دیکھنے والوں نے اسے علم کا سمندر اور علماء کا ایک شہر قرار دیا تو کسی نے باغ فردوس اور قطبی ستارے سے تشبیہ دی جبکہ بی بی سی کے نامہ نگار رضا علی عابدی نے اپنے تبصرہ میں لکھا کہ:۔

"یوں محسوس ہوا کہ یہ علم کا قلعہ ہے جس کے گرد کتابوں کی فصیلیں کھڑی ہیں"۔

یہ لائبریری دیکھنے کے بعد دور ویرانے میں ایک شمع کا احساس ہوتا ہے۔ اس فن سے محبت کا ایک ثمر نظر آتا ہے اور زراعت اور علم و ادب کے شعبہ کا ایک ایسا حسین امتزاج جو شاذ ہی کہیں نظر آئے۔ اور اہل ذوق کے لیے ایک دعوت بھی کہ کتابوں کی اس جنت سے فائدہ اٹھائیں، اور یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ یہاں گزرا ہوا وقت آپ کی حسین یادوں کا ایک حصہ بن جاتا ہے اور اس گوشۂ علمی کی دوبارہ سیر کی آرزو مچلتی ہے۔ اور ایک فلاسفر کے مطابق پہلے آپ یقین کریں پھر خود جا کر دیکھیں زیادہ لطف اندوز ہوں گے۔

سانحہ ارتحال

مکرم رانا مبارک احمد صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں محترمہ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ عبدالواحد صاحب مرحوم مصطفیٰ آباد لاہور مورخہ 3۔اگست 2005ء کو شیخ زاید ہسپتال لاہور میں طویل علالت کے بعد بعمر 89 سال وفات پا گئیں مقامی طور پر آپ کا جنازہ مکرم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھایا آپ موصیہ تھیں اس لئے آپ کی میت کو ربوہ لے جایا گیا وہاں پر مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی آپ مکرم حکیم فتح دین صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ کو عبادت گزار قدرت ثانیہ سے خصوصی لگاؤ رکھنے والی تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم پروفیسر (ر) شیخ عبدالماجد صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور دوسرے مکرم شیخ عبدالشکور صاحب کینیڈا اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ مولیٰ کریم مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم بشیر احمد شاہد صاحب سٹیل ٹاؤن کراچی تحریر کرتے ہیں کہ میرے خسر محترم پروفیسر ناصر احمد صاحب طویل علالت کے بعد 2 جولائی کو لاہور میں وفات پاگئے موصی ہونے کی وجہ سے ان کی میت ربوہ لائی گئی اور مورخہ 3 جولائی بعد عصر بیت مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے جنازہ پڑھایا اور بعد تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ دعا بھی کروائی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ 4 بیٹیاں اور ایک بیٹا سوگوار چھوڑے ہیں مرحوم کی ایک بیٹی دسمبر 2004ء کو وفات پاگئی تھیں مرحوم کو ایک لمبے عرصہ تک صوبہ سرحد میں مختلف جماعتی عہدوں پر کام کرنے کی توفیق ملی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اعلان دارالقضاء

(محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب بابت ترکہ محترمہ سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ)

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ محترمہ سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت مرزا عزیز احمد صاحب بقضائے الٰہی وفات پاگئی ہیں۔ قطعہ نمبر 3/2۔ب دارالصدر شمالی ربوہ ان کے نام بطور مقاطعہ گیر کے منتقل کردہ ہے یہ مکان ہم بہن بھائیوں کے نام منتقل کردیا جائے۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہیں جملہ ورثاء کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (پسر)
(2) محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب (پسر)
(3) محترمہ صاحبزادی ریحانہ باسمہ صاحبہ (دختر)
(4) محترمہ صاحبزادی دردانہ صاحبہ (دختر)
(5) محترمہ صاحبزادی عتیقہ فرزانہ صاحبہ (دختر)
(6) محترمہ صاحبزادی نزہت عزیز صاحبہ (دختر)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر دارالقضاء کو مطلع کرے۔ (ناظم دارالقضاء)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 23۔اگست 2005ء

طلوع فجر	4:09
طلوع آفتاب	5:35
زوال آفتاب	12:11
غروب آفتاب	6:46

AL-FAZAL JEWELLERS
YADGAR CHOWK RABWAH
PH:04524-213649

احمد ٹریولز انٹرنیشنل گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون و بیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:211550 Fax 04524-212980
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

ایم موسیٰ اینڈ سنز
ڈیلرز:۔ ملکی وغیرملکی BMX+MTB بائیسکل اینڈ بے بی آرٹیکلز
27۔نیلا گنبد لاہور فون: 7244220
پروپرائٹرز۔ مظفر احمد ناگی۔ طاہر احمد ناگی

New BALENO SUZUKI
...New look, better comfort

Sunday open Friday closed
Under supervision of Qualified Engineers
MINI MOTORS
54-Industrial Area, Gulberg III, Lahore
Tel:5712119-5873384

البشیرز معروف قابل اعتماد نام
پیج
جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات وملبوسات
اب پٹنی کے ساتھ ساتھ ربوہ میں بااعتماد خدمت
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز، شوروم ربوہ
فون شوروم پٹنی 04524-214510-04942-423173

بلال فری ہومیوپیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی: محمد اشرف بلال
اوقات کار: موسم گرما: صبح 9 بجے تا 5 بجے شام
وقفہ: 1 بجے تا 2 بجے دوپہر
ناغہ بروز اتوار
86۔علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور

22 قیراط لوکل، امپورٹڈ اور ڈائمنڈ زیورات کا مرکز
Mob: 0300-9491442 TEL:042-6684032
دلہن جیولرز
Dulhan Jewellers
Gold Palace Plaza, Shop # 1, Defence Chowk, Main Boulevard Defence Society, Lahore Cantt.
طالب دعا: قدیر احمد، حفیظ احمد

لاہور، کراچی، ڈیفنس لاہور اور گوادر میں جائیداد کی خرید وفروخت کا بااعتماد ادارہ
عمر اسٹیٹ
Real Estate Consultants
فون 0425301549-50
موبائل 0300-9488447
ای میل umerestate@hotmail.com
452.G4 مین بولیوارڈ، جوہر ٹاؤن II لاہور
پروپرائٹر: چوہدری اکبر علی

DASCO BEST QUALITY PARTS
داؤد آٹو سپلائی
ڈیلر ٹویوٹا۔ سوزوکی۔ مزدا۔ ڈائسن
ومعیاری پاکستانی پارٹس
M-28 آٹو سنٹر۔ بادامی باغ لاہور
طالب دعا: شیخ محمد الیاس، داؤد احمد، محمد عباس، محمود احمد، ناصر احمد
فون: 7725205

C.P.L 29-FD

ڈیلر:۔ فریج، ائیر کنڈیشنر، ڈیپ فریزر، کوکنگ رینج، واشنگ مشین، ڈش انٹینا، ڈیزرٹ کولر، ٹیلی ویژن
فخر الیکٹرونکس
1۔لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ لاہور
ہم آپ کے منتظر ہونگے
احمدی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت
طالب دعا: شیخ انوار الحق، شیخ منیر احمد
فون: 7223347-7239347-7354873

احمدی بھائیوں کیلئے خصوصی رعایت
ڈیلر Samsung,Sony.LG. PEL Dawlance,Mitsubishi, Orient, Waves, Super National Super Asia` Success,kentex
پاکستان الیکٹرونکس
سپلٹ ائیر کنڈیشنر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے
آپ کا اعتماد ہماری پہچان
ایک بار ضرور تشریف لائیں۔
26/2/C1 نزد غوثیہ چوک کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور
طالب دعا مقصود اے ساجد (سابقہ ریجنل سیلز منیجر Pel)
فون 5124127-5118557-0300-4256291